

مادیت کا فتنہ اور اس کا علاج!

محمد الحصیر علامہ سید محمد یوسف بنوری

آج کل دنیا طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، ان سب فتنوں میں ایک بنیادی اور بڑا فتنہ ”پیٹ“ کا ہے۔ شکم پروری و تن آسانی زندگی کا اہم ترین مقصد بن کر رہ گیا ہے، ہر شخص کا شوق یہ ہے کہ لقمہ تراس کی لذت کام وہن کا ذریعہ بنے اور یہ فتنہ اتنا عالمگیر ہے کہ بہت کم افراد اس سے نج سکے ہیں، تاجر ہو یا ملازم، اسکول کا ٹیچر ہو یا کالج کا پروفیسر، دینی درس گاہ کا مدرس ہو یا مسجد کا امام اس آفت میں سمجھی بنتانظر آتے ہیں، ہاں فرق مراتب ضرور ہے۔ زبد و قناعت، ورع و تقویٰ اور اخلاص وایسا رجیسے اخلاق و فضائل اور مکات کا نام و نشان نہیں ملتا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج کا پورا عالم ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود حرص و آزار، طمع و لالج اور زر طلبی و شکم پروری کی بھٹی میں جل رہا ہے اور کرب و اضطراب، بے چینی و بے اطمینانی اور حیرت و پریشانی کا دھواں ہر چہار سمت پھیلا ہوا ہے۔

در اصل اس فتنہ جہاں سوز کا بنیادی سبب یہی ہے جس کی نشاندہی رحمۃ للعالمین نے فرمائی، آخرت کا یقین بے حد کمزور اور آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کا تصور قریباً ختم ہو چکا ہے، مادی نعمتوں اور ان کا تصور اس قدر غالب ہے کہ روحانی قدریں مصلح ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے آج انسانوں کی چھوٹائی بڑائی، عزت و ذلت اور بلندی و پستی کی پیمائش ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاءُكُمْ“ کے پیمانے سے نہیں ہوتی، بلکہ ”پیٹ اور حیب“ کے پیمانے سے ہوتی ہے۔ مادیت کے اس سیلا ب میں پہلے ایمان و یقین رخصت ہوا، پھر انسانی اخلاق ملیا میٹ ہوئے، پھر اسوہ نبوت سے والبنتی کمزور ہو کر اعمال صالحہ کی فضا ختم ہوتی، پھر معاشرت و معاملات کی گاڑی لائی سے اتری، پھر سیاست و تمدن تباہ ہوا اور اب مادیت کا یہ طوفان انسانیت کو بھیت کے گڑھے میں دھلیل رہا ہے۔ افراطی اور بے اصولی، آوارگی و بے راہ روی اور بے رحمی و شقاوت کا وہ دور دورہ ہے کہ الامان والخطیط۔

الغرض اس ”پیٹ“ کے فتنے نے ساری دنیا کی کایا پلٹ کر ڈالی۔ دنیا بھر کے عقلاء ”پیٹ“ کی فتنہ سامانی کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں، وہ اس فتنہ کے ہولناک نتائج کا تدارک بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر

اپنے حق میں بدد عانہ کیا کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی اجابت کی ہو اور قبول ہو جائے۔ (حضرت محمد ﷺ)

صدر حیف کے علاج کے لیے ٹھیک وہی چیز تجویز کی جاتی ہے جو خود سبب مرض ہے۔ درحقیقت انبیاء علیہم السلام ہی انسانیت کے نباض ہیں اور انہی کا تجویز کردہ علاج اس مریض کے لیے کارگر ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس ہوناک مرض کی صحیح تشخیص بہت پہلے فرمادی تھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

”وَاللَّهُ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْسُطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بَسْطَتْ

عَلَىٰ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَافِسُوهَا كَمَا تَفَاهُكُمْ كَمَا أَهْلَكُوكُمْ۔“ (صحیح البخاری)

”بُخْدَا! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ قطعاً نہیں، بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے، جیسا کہ تم سے پہلوں پر پھیلائی گئی، پھر تم پہلوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، پھر اس نے جیسے ان کو بر باد کیا تھیں بھی بر باد کر ڈالے۔“

لبیک! یہ تھا وہ نقطہ آغاز جس سے انسانیت کا کاڑ شروع ہوا، یعنی دنیا کو نیس اور قیمتی چیز سمجھنا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس پر جھپٹنا، پھر آپ ﷺ نے تشخیص پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے ایک جامع نسخہ شفاء بھی تجویز فرمایا، جس کا ایک جزء اعتقادی ہے اور دوسرا عملی۔

اعتقادی جزء یہ کہ اس حقیقت کو ہر موقع پر متحضر کھا جائے کہ اس دنیا میں ہم چند لمحوں کے مہمان ہیں، یہاں کی ہر راحت و آسائش بھی فانی ہے اور ہر تکلیف و مشقت بھی ختم ہونے والی ہے، یہاں کے لذاند و شہوات آخرت کی بیش بہانوں اور ابد الآباد کی لازوال راحتوں کے مقابلہ میں کا لعدم اور یقین ہیں، قرآن کریم اس اعتقاد کے لیے سراپا دعوت ہے اور سینکڑوں جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے، سورۃ الاعلیٰ میں نہایت بلیغ، منحصر اور جامع الفاظ میں اس پر متنبہ فرمایا:

”بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْأُخْرَاجَةَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔“ (الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷)

”کان کھول کر سن لو! (کہ تم آخرت کو اہمیت نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو (اس پر)

ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت (دنیا سے) بد رہا، بہتر اور لازوال ہے۔“

اور عملی حصہ اس نسخہ کا یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جائے اور بطور پرہیز کے حرام اور مشتبہ چیزوں کو زہر سمجھ کر ان سے کلی پرہیز کیا جائے اور یہاں کے لذاند و شہوات میں انہاک سے کنارہ کشی کی جائے۔ دنیا کا مال و اسباب، زن و فرزند، خویش و اقرباء اور قبیلہ و برادری کے سارے قصے زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت سمجھ کر صرف بقدر ضرورت ہی اختیار کیے جائیں، ان میں کسی چیز کو بھی دنیا میں عیش و عشرت اور لذت و تنعم کی زندگی گزارنے کے لیے اختیار نہ کیا جائے، نہ یہاں کی عیش کو شی کو زندگی کا مقصد اور موضوع بنایا جائے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”إِيَّاكُ وَالنَّعْمَ، إِنَّ عِبَادَ اللَّهِ لِيُسَاوِي بِالْمُتَنَعِّمِينَ۔“ (مشکوٰۃ)

”عیش و تنعم سے پرہیز کرو، کیونکہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔“

عجیبِ مقتضاد طریقہ عمل

تعجب ہے کہ اگر کسی ڈاکٹر کی رائے ہو کہ دودھ، گھنی، گوشت، چاول وغیرہ کا استعمال مضر ہے تو اس کے مشورے اور اشارے سے تمام نعمتیں ترک کی جاسکتی ہیں، لیکن خاتم الانبیاء ﷺ کے واضح ارشادات اور وحی آسمانی کے صاف احکام پر ادنیٰ سے ادنیٰ لذت کا ترک کرنا گوارا نہیں، نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آں وال واصحاب ﷺ کی زندگی اور معیار زندگی کو اول سے آخر تک دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ دنیا کی نعمتوں سے دل بستگی سراسر جنون ہے۔ ”صحیح بخاری شریف“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مردی ہے کہ کچھ لوگوں پر ان کا گزر ہوا، جن کے سامنے بھٹنا ہوا گوشت رکھا تھا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی، آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ”محمد ﷺ ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ پھر کرنے کھائی۔“ (صحیح بخاری، تاب الاطمیۃ، باب ما كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یا مکون، ج: ۲، ص: ۸۱۵، ط: تدقیقی)

مہینوں پر مہینے گزر جاتے، مگر کاشانہ نبوت میں نہ رات کو چراغ جلتا نہ دن کو چولہا گرم ہوتا، پانی اور کھجور پر گزر بسر ہوتی، وہ بھی بھی میسر آتیں کبھی نہیں، تین تین دن کا فاقہ ہوتا، کمر سیدھی رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھے جاتے اور اسی حالت میں جہاد و قال کے معركے ہوتے، الغرض زہد و قناعت، فقر و فاقہ، بلند ہمتی و جفا کشی اور دنیا کی آسائش سے بے رغبت اور نفرت و بیزاری سیرت طیبہ کا طغرائے امتیاز تھی۔ اپنی حالت کا اس ”پاک زندگی“ سے مقابلہ کرنے کے بعد ہم میں سے ہر شخص کو شرم آنی چاہیے، ہمارے یہاں سارا مسئلہ روتی اور پیٹ کا ہے اور وہاں یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا، ظاہر ہے کہ یہ زندگی بالقصد اختیار کی گئی تھی، تاکہ آئندہ نسلوں پر خدا کی جنت پوری ہو جائے، ورنہ آپ ﷺ چاہتے تو آپ کو منجانب اللہ کیا کچھ نہ دیا جا سکتا؟ مگر دنیا کا یہ ساز و سامان جس کے لیے ہم مرکھ پر ہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر حقیر و ذلیل ہے کہ وہ اپنے محبوب اور مقرب بندوں کو اس سے آلوہ نہیں کرنا چاہتا، بعض انبیاء علیہم السلام کو عظیم الشان سلطنت بھی دی گئی، مگر ان کے زہد و قناعت اور دنیا سے بے رغبتی و بیزاری میں فرق نہیں، ان کے پاس جو کچھ تھا و مرسوں کے لیے تھا، اپنے نفس کے لیے کچھ نہ تھا۔

الغرض یہ ہے ”فتنة پیٹ“، کا صحیح علاج جو انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص سید کائنات ﷺ نے تجویز فرمایا، اور اگر انسان ”پیٹ کی شہوت“ کے فتنہ سے نکلے تو ان شاء اللہ! ”شہوت فرج“ کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا کہ یہ خرمستی پیٹ بھرے آدمی کو ہی سوجھتی ہے، بھوکا آدمی اس کی آرزو کب کرے گا۔ ان ہی دو شہوتوں سے بچنے کا نام اسلام کی اصطلاح میں ”تقویٰ“ ہے جس پر بڑی بشارتیں دی گئی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ضعیف مریض کو بقاءِ حیات کے لیے ہلکی پھلکی معمولی غذا کا مشورہ دیا جاتا ہے اور زبان کے چسکے سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی ہے، تاکہ مطلوبہ اعلیٰ صحت نصیب ہو، اس یہی حیثیت اسلام کی نظر میں دنیا کی ہے۔